از ارشادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

دعوات عبدیت حق

ضبط و ترتیب ادارۂ الحق

حاملین علوم نبوت

مقام اور ذمہ داریاں

> ۲۲ شوال ۱۳۸۶ھ کو دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث میں تعلیمی سال کا افتتاح ہوا۔ طلبہ اور اساتذہ کے اس بھاری مجمع میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جو خطاب فرمایا وہ افادۂ عام کی خاطر پیش ہے۔ "ادارہ"

محترم بھائیو! آپ ایک عظیم مقصد کی خاطر یہاں تشریف لائے ہیں، اور وہ مقصد ہے حفاظت و خدمت دین، جسکا ذریعہ یہ ہے جو آپ نے اختیار کیا، کہ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اس سے مستنبط اور مستخرج مسائل اور علوم حاصل کریں۔ پھر ان مسائل معلومہ پر عمل کریں اور احاطۂ دارالعلوم سے باہر نکل کر اسکی اشاعت اور حفاظت میں لگ جائیں۔

اس عظیم مقصد کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک جتنی منزلت و مرتبت ہے، اتنی کسی اور چیز کی نہیں۔ دنیا کا رجحان تیزی سے مادیت کی طرف بدل رہا ہے۔ مگر آپ لوگ دنیوی مفادات اور دنیوی تعلیم کے لئے اپنی زندگی وقف نہیں کر رہے کہ علم حاصل کر کے سائنسدان، انجینیر یا ڈاکٹر اور کوئی افسر و عہدہ دار بنیں گے، بلکہ یہاں کے تمام طلبہ اور اساتذہ کا مقصد صرف یہ ہے کہ دین کی اشاعت و حفاظت کی جائے، کیونکہ اس دور الحاد و فتن میں اسلام پر نہ صرف کفار و اغیار کے حملے ہیں بلکہ ان سے اشد اور زیادہ موثر حملے اس نام نہاد مسلمانوں کے ٹولے سے ہو رہے ہیں جو اسلام کی خیر خواہی کے نعرے لگا لگا کر اسلام کی بیخ کنی پر کمربستہ ہیں۔ اور تاریخ اسکی گواہ ہے کہ کفار کی سازشوں سے اسلام کو اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا نام نہاد مسلمانوں کے مار آستین جماعتوں سے پہنچا۔ خلفائے راشدین کے عہد میں حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کے وقت ابن سبا کے جو فتنے برپا ہوئے بظاہر اہل بیت کی وفاداری اور خیر خواہی کے نام سے مسلمان کہلانے والوں کے ذریعہ سے شروع ہوئے، وہ سمجھ گئے تھے کہ یہودیت کے رنگ میں اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تو اسلام کی خیر خواہی کا رنگ اختیار کیا اور وفاداری کا لبادہ اوڑھ کر سب کچھ کیا گیا اور

اب تک وہ فتنے چل رہے ہیں۔

بھائیو! ایسے وقت میں خدا نے آپ کو علم سیکھنے کی خاطر یہاں جمع ہونے کی توفیق دی جبکہ یہ معلوم ہے کہ فراغت کے بعد کوئی پوچھنے والا نہیں، نہ دنیا کی نظروں میں بے دینی کی وجہ سے تمہارا کوئی مقام ہوگا۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مقصد آپ کا صرف دین کا سیکھنا اور سکھانا اور پھر لوگوں تک اس کو پہنچانا ہے۔ اور یہ محض دین کے ان خدام میں شامل ہونا ہے، جن کیطرف اشارہ اللہ تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ۔میں فرمایا کہ دین کی حفاظت کا ذریعہ تم لوگوں کو بنا دیا۔ بادشاہ خود کوئی کام نہیں کرتا، اسباب کے عالم میں اپنے اعتمادی دیانتدار اور وفاشعار خدام کے ذریعہ کروا دیتا ہے۔ تو بظاہر حفاظت دین کی یہی شکل ہے کہ کروڑوں بندوں میں پھر اس پرفتن زمانہ میں چند بوسیدہ اور مفلوک الحال فقرا، عباد کو دین کو اصل شکل میں حاصل کرنے کی توفیق دے۔ یہ خداوند کریم کے وعدہ حفاظت دین انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کا ظہور ہے۔ کہ کل کوئی یہ نہ کہے کہ دین اپنی اصل شکل میں کہاں ہے۔؟ اور رسول کریم کے زمانہ میں ایک مسئلہ اور ایک جزئیہ کا کیا حکم تھا اگر ضرورت پڑے تو ایک پھٹے پرانے لباس والا گمنام طالب العلم دنیا کے کسی دور افتادہ گوشہ سے بھی اٹھ کر بتلائے کہ وہ دین وہ مسئلہ جو حضورؐ کے زمانہ میں تھا یہ تھا۔ اور یہ قدرت کی ایک عجیب حکیمانہ عادت چلی آرہی ہے۔ کہ اب تک اسلام کی حفاظت عموماً مفلوک الحال اور بے وسائل طبقہ ہی سے کرائی گئی نہ تو دولت اسکی پشت پناہ بنی اور نہ حکومت وطاقت، اگر ایسا ہوتا اور کالجوں کی عظیم عمارات، بھاری مصارف اور خوبصورت اور صحت مند جوانیاں اس راہ میں لگتیں تو لوگ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کو ان ظاہری اسباب، دولت اور قوت کا کرشمہ قرار دیتے مگر الحمدللہ آج اسلام اصلی شکل پہ تمام بغیر وسائل وذرائع کے اپنی حقانیت کے بل بوتے پر درخشاں ہے اور انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کا نمایاں ثبوت پیش کر رہا ہے۔

آج عیسائیت دنیا میں گو اپنی صحیح صورت میں نہیں پھر بھی اگر کچھ نام اس کا لیا جاتا ہے، تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی پشت پر مشنریاں ہیں، کروڑوں روپے ہیں اور پھر شراب وعورت اور دوسری خواہشات کی کرشمہ سازیاں ہیں کہ جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کہہ دے سب کچھ اسے مل جائے گا، یہ تو اچھا خاصہ خواہشات پوری کرنے کا ایک آلہ ہے مگر اسلام کی پشت پر یہ سب کچھ نہ تھا اور نہ اب ہے تاکہ کسی کو کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ غرض علم دین کیلئے آپ لوگوں کا انتخاب خدا کا کرم و احسان ہے۔ ہمارا نہ عوام پر احسان ہونا چاہیئے نہ حکومت پر نہ کسی اور پر اور نہ خدا اور اسلام پر بلکہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور ہمیں اس نعمت پر اس کے آگے ہر وقت سربسجود رہنا چاہیئے کہ ہمیں اس نے اپنے

اور اپنے رسول کے کلام قرآنِ مجید بخاری شریف اور ترمذی کے پڑھنے پڑھانے کی توفیق عطا فرمائی۔

قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللّٰہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان۔ (تم میرے اوپر اپنا اسلام نہ جتلاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ایمان کی طرف) ـــــــ جب مقصد عزیز اور عظیم ہے تو ایک مقصد جلیلہ میں کامیابی اور اونچا مقام حاصل کرنے کیلئے بڑی جدوجہد قربانی، حوصلہ، صبر اور کوششیں درکار ہوتی ہیں۔ دنیا کی نگاہ میں صدارت، وزارت، کمانڈر انچیف ہونا ایک مقام ہے اور بڑی کامیابی ہے۔ لکھ پتی اور کروڑ پتی بننا ایک عظیم مقصد ہے تو اس کے حصول کیلئے وہ لوگ شب و روز جدوجہد کرتے ہیں، قیدیں کاٹتے ہیں، طرح طرح کی اذیت سہتے ہیں اور سو میں ننانوے اکثر ناکام ہو کر پھانسی ہو جاتے ہیں۔ یہ دنیا کے ایک حقیر مقصد کیلئے سعی کا حال ہے، کہ کبھی اس راہ میں بھوکے کبھی پیاسے، کبھی مر گئے اور کبھی پہنچ گئے۔ اور جس کا کوئی بڑا مقصد نہ ہو تو یہاں دو چار آنے کی مزدوری ملی چنے خرید کر پیٹ بھر لیا۔ ایسا شخص مقاصد جلیلہ والے آرام وراحت کو نہیں پہچانتا۔ تو آپ کے مقصد کے سامنے تو دنیا کے یہ سارے تاج وتخت ہیچ ہیں۔ آپ اپنے آپ کو کم تر نہ سمجھیں کہ اللہ کی نگاہ میں دنیا ومافیہا سب کچھ ہیچ ہے۔ یہ گدڑیوں میں بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں شہزادوں سے زیادہ وقیع ہیں۔ ایک پھٹے پرانے کپڑوں والا حدیث رسول کا طالب علم جسے دنیا "ملانٹے" وغیرہ کہتی ہے اللہ کے ہاں اندر سے لعل وجواہر سے زیادہ عزیز ہے ـــــ حدیث میں آتا ہے، کہ خدا تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کسی کام کے ہونے کی قسم اٹھائیں تو چاہے وہ کس قدر عظیم ومشکل کام کیوں نہ ہو، رب العزت پورا کر دیتے ہیں۔

> مقصد جلیلہ میں کامیابی اور اونچا مقام حاصل کرنے کیلئے بڑی جدوجہد، قربانی، حوصلہ، صبر اور کوششیں درکار ہوتی ہیں

تاکہ خداوند کریم کا وہ بندہ جھوٹا ثابت نہ ہو ـــــــ رب اشعث اغبر لو اقسم علی اللّٰہ لابرہ۔ (بسا اوقات ایک پراگندہ حال گرد آلود شخص (جو بظاہر کوئی وقعت نہ رکھے مگر اللہ کی نگاہ میں اس کا مقام ایسا ہوتا ہے) کہ اگر خدا کی قسم اٹھائے کسی بات کی تو وہ پوری فرمالیتا ہے) بخاری شریف میں ہے، آپ پڑھیں گے کہ ایک عورت پر دعویٰ ہوا۔ عورت کے رشتہ داروں نے دیت دینے اور مصالحت کی سعی کی مگر مدعی راضی نہ ہوا۔ حضورؐ نے قصاص کا فیصلہ دیا، کتاب اللہ القصاص اللہ کا حکم تو قصاص ہی ہے۔ صحابیؓ کے منہ سے یہ بات نکلی کہ اللہ تعالیٰ میری بہن کا دانت نہیں تڑوائے گا۔ حضورؐ نے تبسم فرما کر کہا کہ قانون تو یہی ہے کہ قصاص لیا جائے آگے قلوب خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ بس انقلاب آیا اور مدعی نے فوراً اسے معاف کر دیا۔

نہ قصاص لیا نہ دیت ۔ اس وقت حضورؐ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی کہ رب اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرہ ـــــ مگر اس درجہ کے لوگ ہر وقت قسمیں نہیں اٹھاتے ۔ البتہ غیر ارادی طور پر شاذ و نادر ان کے منہ سے ایسی بات نکل جائے تو خدا تعالیٰ اسکی لاج رکھتے ہیں اور اپنے بندہ کی بات کو پورا فرما دیتے ہیں ـــــ

یہ آج جو امام بخاری حضرت امام ابوحنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہمارے دل احترام سے جھکتے ہیں، ان کے والدین اور اقارب بادشاہ نہ تھے، نہ ان کے خاندان ابتداء سے بہت بڑے علمی خاندان تھے، نہ دولت وسطوت اور نوکروں چاکروں کے مالک تھے، نہ کوئی دنیوی خصوصیت تھی، مگر آج ان حضرات کی عظمت ہمارے دلوں میں راسخ ہے، اور اللہ کے ہاں معزز ہیں، وجہ یہ کہ انہوں نے اس مقصد جلیلہ کی راہ میں قربانیاں دیں، زندگی وقف کر دی اور اتنے بڑے مقام پر فائز ہوئے ـــــ آج بھی جتنے مسلمان امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں، جتنے لوگ امام بخاری کی کتاب پڑھتے ہیں اور تعلیم وتعلّم کا جتنا سلسلہ جاری ہے، اس کا اجر پڑھنے والوں، عمل کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ان کو بھی مل رہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا یعنی کہ جس نے ایک اچھی راہ قائم کی اس کو اپنا اور اس پر عمل کرنے والے سب کے برابر اجر ملے گا ـــــ ترمذی جلد دوم میں ہے، کہ عالم مدرس کو ملائکہ امام کبیر کے لقب سے یاد کرتے ہیں ـــــ اس مقصد جلیلہ کے حصول کی خاطر آپ کو دل میں پہلے سے فیصلہ کرنا پڑے گا کہ خواہ دنیا پلٹ بھی جائے، جتنی زحمتیں شدائد اور تکالیف بھی آئیں آپ ہمت نہ ہاریں گے اور اس دین کو حاصل کریں گے، اسکی حفاظت کی سعی کریں گے ـــــ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ـــــ

> فقہ حنفی پر عمل کرنے والوں اور احادیث بخاری کے پڑھنے والوں کا اجر ائمہ رحمہم اللہ کے اعمال ناموں میں بھی درج ہوتا ہے

خدا کی توفیق اگر شامل ہو، عزم صمیم، مضبوط ارادہ، اور بلند ہمتی موجود ہو تو ان اسلاف اکابر اور اساتذہ و شیوخ جتنا بلند مقام دنیا و آخرت میں آپ کو بھی نصیب ہوگا ـــــ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کا وعدہ ہے ـــــ حصول علم کی راہ میں پہلی چیز اخلاص ہے، یعنی خالصۃً للہ علم کا حصول پھر دین پر عمل اور پھر اسکی اشاعت وتبلیغ جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ علم کے لئے رحلت کرو اور واپس وطن جاکر یہ دین لوگوں کو سکھاؤ جو تم نے سیکھا ـــــ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا

فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔ جس چیز میں خلوص نہ ہو نمائش اور نام ونمود ہو اس میں ہرگز کامیابی نہیں ہوسکتی۔ امام مسلم نے لکھا ہے کہ ایک مبتدع کیلئے ممکن ہے کہ اسکی زندگی میں کچھ چرچا اور شہرت ہو جائے، مگر زمانہ گزرنے کے ساتھ اس کا نام اور اس کا کام مٹ جاتا ہے، اور علماء حق وائمہ ہدیٰ پر جتنی بھی مدت گزرے اتنا ہی ان کا فیض اور ان کی مقبولیت بڑھتی جائے گی۔ گندم کا دانہ جب باہر ہے، اس میں نمود ہے تو کچھ بھی نہیں، مٹی میں دب جائے، نمائش ختم ہو جاتی ہے تو دس دن بعد اسکی کونپلیں نکل آتی ہیں اور برگ وبار سے آتا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو مٹایا، تکبر، خود پسندی، شہرت کو ترک کر دیا، اخلاص پیدا کیا، خدا نے اسے نمایاں کر دیا، گو اس کا ارادہ الیسا نہ ہو مگر خلوص کے اعمال کا طبعی نتیجہ یہی ہے۔ خدا تمہارے خلوص کا خفیہ سے خفیہ عمل ثمر آور بنا دے گا۔

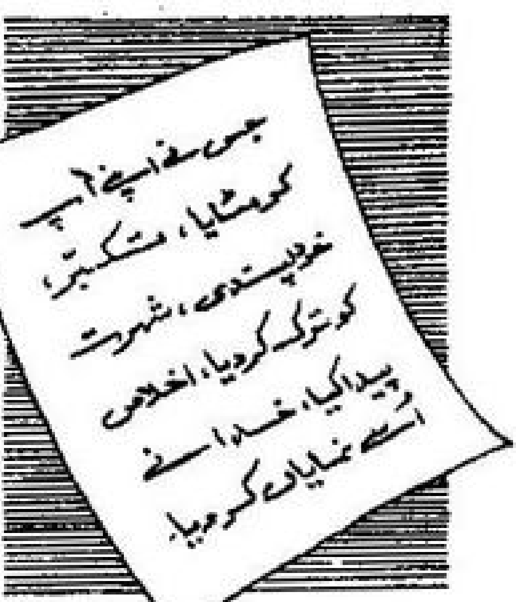

دل میں خلوص پیدا کرو کہ اے اللہ تیرے دین کو فتنوں کے سیلاب نے آگھیرا ہے دشمنوں کی یلغار ہے، تیری رضا اور تیرے دین کی خاطر ہی اس راہ میں زندگی لگاتا ہوں۔ —— دوسری چیز اس راہ میں تقویٰ ہے کہ یہ علم کی دولت تقویٰ اور خدا تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو نصیب ہو سکتی ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنے استاد امام وکیعؒ کو اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی، انہوں نے نسخہ بتلا دیا کہ علم خدا کا فضل عظیم ہے، اور یہ گنہگاروں کو حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ہر قسم کے منکرات اور معاصی سے اجتناب نہ کریں

شکوت الی وکیع سوء حفظی　　　فاوصانی الی ترک المعاصی

فان العلم فضل من اللہ　　　وفضل اللہ لا یعطی لعاصی

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی پہلی صفت حیوۃ (زندگی) ہے اور دوسری اونچی صفت علم ہے، اب اس علم کا مظہر خداوند کریم ہمیں تب بنائے گا کہ نافرمانی نہ ہو کم ازکم جذبہ تو تمرّد اور معصیت کا نہ رکھیں۔ اگر بمقتضائے بشریت غلطی ہو بھی جائے تو فوراً توبہ کرلیں، اور جب علم جیسی صفت خداوندی سے آپ مالامال ہونگے تو ناممکن ہے کہ آپ کی نظر دنیا کی جاہ ومنزلت کی طرف اٹھے، کہ مال تو معدے کی روزانہ گلنے سڑنے اور متغیر ہونے والی چیز ہے۔ خدا نے آپ کو اپنا نمائندہ بنایا کہ میری صفت کے حامل بنو۔ اسے

دنیا میں پھیلا دو، اور اگر تم مال و دولت، ظلم و معصیت کے علمبردار بن جاؤ تو یہ کتنی ناشکری ہوگی۔ ایک عالم کے جاہل ہونے کیلئے یہی کافی ہے، کہ علم کی وجہ سے اس میں غرور پیدا ہو اور عالم بننے کیلئے یہی کافی ہے کہ اس میں تقویٰ اور عاجزی پیدا ہو جائے۔ غرض جذبۂ تقویٰ اور پرہیزگاری علم کی اولین شرائط میں سے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ علم ہو اور خدا کا خوف نہ ہو۔ اس تقویٰ کی اولین شرط نماز باجماعت ہے۔ اگر طالب علم میں کوئی نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو سمجھئے کہ تقویٰ ختم ہے، اول تو کافر اور مسلمان کے درمیان فرق صرف صلوٰۃ ہے۔ تمام کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ ترک صلوٰۃ ہے۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک تو تارک صلوٰۃ مباح الدم ہے۔ (اس کا خون مباح ہو جاتا ہے) امام بخاریؒ کا رجحان بھی ادھر ہی ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ ولاتکونوا من المشرکین۔ (نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے مت بنو) ـــــ اگر ایک مسلمان غربت کی وجہ سے زکوٰۃ بھی نہ دے سکے حج پر بھی نہ جا سکے اور نماز بھی نہ پڑھے تو ارکان اسلام میں اس کے پاس کیا رہ جاتا ہے۔ اس لئے ہم مساکین کے لئے نماز باجماعت ہی تقویٰ کی نشانی ہے ـــــ دوسری چیز جس پر توجہ دلانی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگ ابھی سے اختلافی مسائل میں نہ پڑیں، نہ اس پر وقت ضائع کریں ـــــ امام ابوحنیفہؒ اپنے شاگردوں کو من جملہ دیگر وصایا کے یہ وصیت بھی فرمایا کرتے تھے کہ وطن جاکر اختلافی مسائل میں بحث اور مباحثوں کا آغاز نہ کیا کرو۔ اگر کوئی تم سے میرا مسلک پوچھے تو اکیلا میرا مسلک نہ بیان کیا کرو بلکہ دیگر ائمہ اور علماء کے اقوال کے ساتھ ضمناً میری رائے بھی پیش کر دیا کرو۔ اور وہاں کے پرانے علماء سے اچھے سلوک کا مظاہرہ کیا کرو۔

> ایک عالم کے جاہل ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ علم کی وجہ سے اس میں غرور پیدا ہو اور عالم بننے کیلئے یہی کافی ہے کہ اس میں تقویٰ اور عاجزی پیدا ہو۔

کہ جمے ہوئے علماء جو پہلے سے وہاں ہیں ان کی وقعت لوگوں کے قلوب میں اپنی خدمت کی بناء پر آپ لوگوں سے زیادہ ہوگی، خواہ تمہارے ساتھ دسیوں سندات ہوں۔ مگر ان کے قدم جمے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اگر تم نے مخالفت کی فضا بنادی تو دین کی خدمت کس طرح کر سکو گے؟ نیز یہ کہ اب تک انہی ائمہ و علماء نے اسلام کے مخالفین کے مقابلہ میں شعائر دین کی حفاظت کی انگریز کے دور استبداد میں نہایت کس مپرسی سے چند ٹکڑوں پہ گزران کیا اور دین کو سینہ سے لگائے رکھ کر ہم تک پہنچایا، ان کی بے حرمتی نہ کریں ان کی قدر کریں ـــــ

امام ابوحنیفہؒ نے اپنے تلامذوں کو یہ وصیت بھی فرمائی کہ اگر وقت سے پہلے مسجد نہ جا سکو تو اذان کے بعد تو بلا تاخیر مسجد پہنچ جایا کرو۔ ـــــ یہ عوام جو اپنے خویش و اقارب کو بلا عرض روٹی نہیں

ویسے ان کو کیا پڑی ہے کہ تمہاری تمام ضروریات کا انتظام کرتے ہیں۔؟ کچھ نہیں صرف ان کا حسن ظن ہے کہ یہ لوگ دین کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اگر ہم خود اس دین پر عمل نہ کریں گے اور آپس کی جنگ وجدال میں مشغول ہوں گے تو ان لوگوں کے دلوں میں کیا وقعت رہے گی اگر تم چاہو کہ لوگوں کے سامنے صحیح مسائل اور صحیح دین پیش کرو، تو صرف اس سے کام نہیں بنے گا، جب تک مسئلہ بیان کرنے والا خود اس پر عامل نہ ہو، اس دین کا عملی نمونہ نہ ہو، عوام اُسے دیندار نہ سمجھیں گے، صلوٰۃ عماد الدین اور بنیاد ہے، جب تک تم میں نماز کی پابندی نہ ہوگی دین کی بنیاد ہی نہ ہوگی تو کیا ہوا میں دین کی عمارت کھڑی ہو سکتی ہے۔؟

غرض دین اور علم دین کی راہ میں ہماری معمولی غفلت اور کوتاہی کا وبال آنے والی نسلوں پر پڑ سکتا ہے۔ اور اگر ہم نے مقصد کو پہچانا اور اسکی راہ کی نزاکتوں کا خیال رکھا تو دین کی امانت آنے والی نسلوں تک پہنچا سکیں گے۔ خدا تعالیٰ ہمیں صحیح علم اور صحیح فہم کی توفیق دے۔ علم دین کے حصول کے لئے ایک اہم چیز ادب ہے۔ شیخ اور استاذ کا ادب، علم اور کتاب کا ادب، اسلاف اور اکابر کا ادب گویا حصولِ علم کی راہ ہے۔ حکمت و معرفت اور علم وفیض حاصل کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو عاشق بن جاؤ یا معشوق، یا محب بنو یا محبوب تب کام ہوگا۔ پھر ان دونوں صورتوں میں عاشق اور محب بن جانا فیض حاصل کرنے کے لئے زیادہ موثر ذریعہ ہے بہ نسبت محبوب بن جانے کے۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے جتنا فیض پایا اوروں کو اتنا نہ پہنچا۔ حضرت حسینؓ اور حسنؓ کو ابوبکر صدیقؓ جتنا فیض نہ پہنچا وہ اولاد جسمانی و روحانی تھے۔ اور بوجہ اولاد ہونے کے بے حد شفقت ومحبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے تھی، جگر گوشۂ رسول اور سید اشباب اہل الجنۃ ہیں، محبوبیت انہیں حاصل تھی مگر حضرت صدیقؓ محب اور عاشق بنے۔ جتنی فدائیت اور جان نثاری ان میں تھی سب کچھ حضورؐ پر نثار کر دیا۔ اور حضورؐ نے انہیں امنّ النّاس کہا (یعنی مجھ پر تمام لوگوں سے بڑھ کر احسان کرنے والا) مرض وفات میں حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ میں نے ہر کسی کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے، سوائے ابوبکرؓ کے کہ ان کا بدلہ قیامت میں چکاؤں گا۔ تو یہ فیض تھا اس جان نثاری کا کہ جو بھی سخت سے سخت موقعہ آیا حضرت صدیقؓ سینہ سپر ہو کر حضورؐ کے ساتھ رہے۔ غار ثور، ہجرت، مکہ معظمہ کی زندگی ہو یا مدینہ منورہ کی۔ ان فضائل اور قربانی ہی کی وجہ سے اہل السنت کا عقیدہ ہے کہ تمام امتوں میں حضور اقدسؐ اور پیغمبروں کے بعد حضرت صدیقؓ کا درجہ اور مقام ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ آپ کو معلوم ہے، حضرت یوسف

ضبط و ترتیب ادارۂ الحق

حاملین علوم نبوت

مقام اور ذمہ داریاں

۲۲ شوال ۱۳۸۶ھ کو دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث میں تعلیمی سال کا افتتاح ہوا۔ طلبہ اور اساتذہ کے اس بھاری مجمع میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جو خطاب فرمایا وہ افادۂ عام کی خاطر پیش ہے۔ "ادارہ"

محترم بھائیو! آپ ایک عظیم مقصد کی خاطر یہاں تشریف لائے ہیں، اور وہ مقصد ہے حفاظت و خدمت دین، جسکا ذریعہ یہ ہے جو آپ نے اختیار کیا، کہ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اس سے مستنبط اور مستخرج مسائل اور علوم حاصل کریں۔ پھر ان مسائل معلومہ پر عمل کریں اور احاطۂ دارالعلوم سے باہر نکل کر اسکی اشاعت اور حفاظت میں لگ جائیں۔

اس عظیم مقصد کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک جتنی منزلت و مرتبت ہے، اتنی کسی اور چیز کی نہیں۔ دنیا کا رجحان تیزی سے مادیت کی طرف بدل رہا ہے۔ مگر آپ لوگ دنیوی مفادات اور دنیوی تعلیم کے لئے اپنی زندگی وقف نہیں کر رہے کہ علم حاصل کرکے سائنسدان، انجینیر یا ڈاکٹر اور کوئی افسر و عہدہ دار بنیں گے، بلکہ یہاں کے تمام طلبہ اور اساتذہ کا مقصد صرف یہ ہے کہ دین کی اشاعت و حفاظت کی جائے، کیونکہ اس دور الحاد و فتن میں اسلام پر نہ صرف کفار و اغیار کے حملے ہیں بلکہ ان سے اشد اور زیادہ موثر حملے اس نام نہاد مسلمانوں کے ٹولے سے ہو رہے ہیں جو اسلام کی خیر خواہی کے نعرے لگا لگا کر اسلام کی بیخ کنی پر کمربستہ ہیں۔ اور تاریخ اسکی گواہ ہے کہ کفار کی سازشوں سے اسلام کو اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا نام نہاد مسلمانوں کے مار آستین جماعتوں سے پہنچا۔ خلفائے راشدین کے عہد میں حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کے وقت ابن سبا کے جو فتنے برپا ہوئے بظاہر اہل بیت کی وفاداری اور خیر خواہی کے نام سے مسلمان کہلانے والوں کے ذریعہ سے شروع ہوئے، وہ سمجھ گئے تھے کہ یہودیت کے رنگ میں اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تو اسلام کی خیر خواہی کا رنگ اختیار کیا اور وفاداری کا لبادہ اوڑھ کر سب کچھ کیا گیا اور

مولانا محمد اسحاق صاحب شاید ان جیسے حافظہ ذہانت کے مالک نہ تھے مگر شیخ سے جو گرویدگی اور عشق تھا اس کے ثمرہ میں ان کا فیض دنیا میں جاری ہوا۔

اسطرح ہمارے استاذ الاساتذہ حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی بانی دیوبند کے شاگردوں میں مولانا فخر الحسن گنگوہی اور مولانا احمد حسن امروہی جیسے یگانہ روزگار علماء اور ممتاز اذکیاء تھے ، بے حد محنتی اور ذہین حضرات تھے اور حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمود الحسن قدس سرہ العزیز انکی نسبت اتنے ذہین نہ تھے ، مگر شیخ الہندؒ میں اپنے استاد کا عشق اور محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جان نثاری کے پیکر تھے کہ ایک رات حضرت نانوتویؒ نے دیوبند میں باتوں باتوں میں نانوتہ کے اپنے کسی مریض کا ذکر کیا کہ معلوم نہیں ان کی کیا حالت ہوگی ، ؟ حضرت شیخ الہندؒ جو ناز و نعم کے پروردہ امیر گھرانے کے نو عمر بچے تھے یہ بات دل میں ڈالدی اور رات کو چپکے سے جب کہ برسات کی راتیں تھیں۔ شدید تاریکی میں پیدل دیوبند سے ۱۰ کوس دور نانوتہ روانہ ہوئے ، راستہ سانپ ، بچھو اور ہر طرح کے خطرات سے پُر تھا۔ نانوتہ پہنچ کر مریض کا حال معلوم کیا اور پھر اُسی رات دیوبند واپس ہوئے اور طلوع صبح کے وقت دیوبند پہنچے صبح کی نماز کے بعد حضرت نانوتویؒ کو مریض کا حال سنایا ، والد مولانا ذوالفقار علی صاحب تمام رات انکی تلاش میں رہے یہ ان کے ادب اور خدمت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے ، زندگی بھر استاذ کے ساتھ رہے۔ اس ادب اور کمال محبت کا ثمرہ یہ ہوا کہ تمام عالم کو حضرت شیخ الہندؒ کا فیض پہنچا۔ آج برصغیر پاک و ہند ہو یا ایران افغانستان ہو ، برما ہو یا افریقہ ، جہاں بھی حدیث رسول کا فیض اور سلسلہ جاری ہے اس کا سرا براہ راست یا بالواسطہ حضرت شیخ الہندؒ سے ملتا ہوا پائیں گے۔ شیخ الہند شیخ العالم بن گئے ، اپنے استاد کے مسلک اور مرضی کے مطابق تمام عمر خرچ کیا۔ علمی فیض اور برکت کے علاوہ جہاد اور قربانیوں میں بھی سب سے آگے رہے۔

پھر ان سے نیچے حضرت شیخ الہند علیہ الرحمۃ کے تلامذہ کا حال دیکھئے شاگردوں میں حضرت علامہ شاہ انور شاہ کشمیری مولانا شبیر احمد عثمانی ، حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ ، حضرت حافظ عبد الرحمٰن امروہوی جیسے اکابر اور ایک سے ایک ذہین ، جامع کمالات کہ ہر ایک دین کا ستون ہے۔ ہر ایک سے علم اور دین کے چشمے جاری ہوئے۔ مگر حدیث کا جو فیض اور افادہ ہمارے استاذ اور مرشد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے ذریعہ ہوا اسکی نظیر نہیں ملتی۔ آج برصغیر اور بیرون ممالک میں ہزاروں تلامذہ کے ذریعہ ان کا فیض جاری ہے۔ حافظہ اور ذہانت میں ان سے بڑے بڑے حضرات بڑھے ہوئے تھے مگر اپنے شیخ کی محبت اور جان نثاری جو ان میں تھی اسکی

مثال نہیں ملتی۔ عمر بھر وفا شعار غلام اور عاشق بنے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور اس راہ میں آپ نے اپنی اولاد اپنی بیوی اور والدین کی جدائی تک برداشت کی، انکی وفات کی اطلاعیں پہنچیں مگر مالٹا کی جیل میں اپنے استاد کی رفاقت ترک نہ کی، ادب محبت اور نیاز مندی کا کوئی نمونہ نہ تھا جسے قائم نہ فرمایا۔ اور اسی تعلق خاص اور محبت و خدمت کے ثمرہ میں اپنے شیخ کے علوم اور فیض کا مورد بنے۔ آج عالم اسلام میں بلاشبہ ہزاروں مراکز اور شیوخ حدیث کے سلسلے حضرت مدنی سے بلاواسطہ یا بالواسطہ جاری ہیں۔ تصوف و ارشاد کا جو فیض جاری ہوا وہ اس کے علاوہ جہاد اور قربانیوں کی شکل میں مختلف حیثیتوں سے جو فوائد اور برکات دین کو پہنچے وہ اس سے الگ ——

غرض یہ سب ادب، محبت اور عاشق بننے کے نتائج ہیں۔ اگر اساتذہ اور شیوخ سے محض رسمی تعلق ہو کہ درسگاہوں میں انہیں اجیر سمجھ کر نہ ہے، کتاب ختم کی تو چلے گئے تو اس علم کی کوئی برکت نہ ہوگی۔ افسوس کہ آج یہ چیزیں ختم ہوتی جارہی ہیں۔ اساتذہ اور شیوخ سے رابطہ نہیں رہتا حالانکہ انبیاء اولیاء، شیوخ طریقت سے اپنے متبعین شاگرد اور مریدین کو بھی جو فیض ہوا وہ عاشق، فدائی اور جان نثار بن کر ہوا —— اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح ادب اور محبت کی توفیق عطا فرما وے —— وآخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین۔

■■

ادارۂ الحق حسب ذیل حضرات کا تہ دل سے ممنون ہے، جنہوں نے پچھلے دنوں اپنے حلقۂ رسوخ میں سے نئے خریدار مہیا فرما کر اس دینی تبلیغ کے فروغ و اشاعت میں حصہ لیا —— جزاہم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین ——

جناب مولوی عزیز الرحمان متعلم دار العلوم کراچی (دس خریدار) جناب معراج محمد صاحب پشاور (۴ خریدار) جناب الحاج انعام احمد صاحب مردان (۲ خریدار) جناب قاری محمد اسلم صاحب۔ بلوچستان (ایک خریدار) جناب الحاج محمد نعیم ہاشمی ڈرائنگ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول رستم (ایک خریدار) جناب عنایت اللہ صاحب سفیر دار العلوم حقانیہ (۴ خریدار) جناب حافظ محمد لیسین کرنالوی مدرس کاشف العلوم کوٹ پنڈیداس (ایک خریدار) جناب محمود الحق صاحب حقانی (ایم۔ایس۔سی آنرز) پشاور یونیورسٹی (۳ خریدار) جناب مولانا فتح الجمیل صاحب لائل پور (ایک خریدار) جناب مولانا جلال الدین صاحب بھیرہ پراچگان (۳ خریدار) جناب مولانا صاحبزادہ نور الٰہی صاحب جلہاری شریف (ایک خرید) جناب مولانا شفیع اللہ صاحب مدرس حقانیہ (ایک خریدار) جناب عبدالمنان صاحب اسلامی کتب خانہ نوشہرہ (ایک خریدار) جناب قاری عبدالغفار صاحب درہ آدم خیل کوہاٹ (۰ خریدار) جناب قاضی انوار الدین صاحب دار العلوم حقانیہ (۴ خریدار)